Fikr-o-Nasar (Islamabad) 12:10-11 (1975)

# رسولِ کریمؐ کی عائلی زندگی

عذرا نسیم تھانوی

کسی معاشرے کی بہتری اور خوشحالی میں خاندان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خاندان ہی وہ بنیاد ہے جس پر معاشرے کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ ایک معاشرے میں خاندان جس قدر زیادہ کامیاب ہو گا اسی قدر معاشرہ بھی مستحکم ہو گا۔

ہم مسلمانوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد کے لئے دنیا میں تشریف لائے وہ یہ تھا کہ دنیا سے کفر و ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو مٹا کر اسلام کی شمع روشن کریں اور لوگوں کے قلوب کی سیاہی کو اسلام کے نور سے دور کریں چونکہ اصلاح ہمیشہ گھر سے شروع ہوتی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنی گھریلو زندگی کو لوگوں کے سامنے نمونہ بنا کر پیش کیا تاکہ وہ اسلام کی تعلیمات اور آپ کی ہدایات کو عملی صورت میں اپنے سامنے دیکھ سکیں اور اس کی سچائی اور حقانیت سے روگردانی نہ کریں۔ چنانچہ آپ کی گھریلو مصروفیتیں، ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کے تعلّقات، اولاد سے انسیت اور عام گھریلو گفتگو، یہ سب ایسے امور ہیں جو ہم کو عائلی زندگی میں اسلامی تعلیمات کی مکمّل اور جامع عملی صورت مہیّا کرتے ہیں۔ آپ کی خاندانی زندگی آپ کی زندگی کے دیگر پہلوؤں کی طرح ہر اعتبار سے قرآنی احکامات کی عین تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات اور ھدایات کے بنیادی اصول کتاب اللہ میں بیان کر دیئے ہیں۔ ان اصول کی عملی تشریحات اور توضیحات سنت رسول اللہ کے ذریعے واضح کر دی گئی ہیں جس کی عملی شکلیں دولتکدۂ نبوت میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اسلام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کی اہمیت یوں اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ صحابۂ کرامؓ نے بہت سے ایسے امور کے جائز ہونے کا اندازہ آپؐ کے اعمال سے لگایا جن کی آپ نے

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

توضیح نہیں کی تھی۔ آپ کا ان امور کو سرانجام دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امور اسلامی نقطۂ نظر سے پسندیدہ اور جائز ہیں۔

رسول کریمؐ نے ہر مسلمان کو اہل و عیال کے نان نفقہ اور ان کی خبر گیری کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے اہل و عیال پر آخرت میں اجر پانے کی غرض سے خرچ کرتا ہے، وُہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے اور اس کا اجر خدائے تعالےٰ کے ہاں محفوظ رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کا مطالعہ کرتے وقت ازواج مطہرات یعنی امہات المومنین کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے جن کی بدولت خواتین کی اصلاح کا اکثر کام ہوا۔ ازواج کے ساتھ آپؐ کا بے مثال عدل اور حد درجہ یگانگت آپؐ کی عائلی زندگی میں ممتاز اہمیت کی حامل ہے۔ ازواج کے ساتھ آپ کے تعلقات پھیکے اور بے کیف نہ تھے بلکہ ان میں وہ فطری جذبات و احساسات موجود تھے جو ایک انسانی گھر میں ہونے چاہئیں۔ بسا اوقات مزاحیہ گفتگو بھی ہو جاتی، کبھی کوئی قصہ کہانی سنایا جاتا اور اکثر و بیشتر تفریح کے لمحات بھی آتے۔ آپ کا گھر ایک باغ کی مانند تھا جس میں آپ نسیم سحر کے لطیف جھونکے کی مانند داخل ہوتے جس سے باغ میں لگے شگوفے کھل اُٹھتے۔

آپؐ کی گھریلو زندگی کا مطالعہ کرتے وقت بہت سے ایسے واقعات ہمارے علم میں آتے ہیں جن سے کاشانۂ نبوّت میں ازواج مطہرات کی پُر لطف نوک جھونک اور سرورِ دو عالمؐ کی اس سے دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ نے خزیرہ تیار کیا۔ ام المومنین حضرت سودہ بھی موجود تھیں اور سرورِ کائناتؐ بھی جلوہ افروز تھے۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت سودؓہ کو کھانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے پھر اصرار کیا۔ اُدھر سے پھر انکار ہو گیا۔ تیسری مرتبہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے نہ کھانا تو میں تمہارے منہ پر لگا دوں گی، حضرت سودؓہ نے پھر بھی نہ کھایا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے واقعی خزیرہ ان کے منہ پر مل دیا۔ اس پر حضورؐ خوب ہنسے اور حضرت سودؓہ سے فرمایا کہ اب تم ان کے منہ پر ملو تاکہ حساب برابر ہو جائے۔ چنانچہ حضرت سودؓہ نے ایسا ہی کیا اور آپؐ پھر ہنسے۔

ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبّت آپؐ کو حضرت عائشہؓ سے تھی۔ ایک مرتبہ کسی نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آپ کو اپنی بیویوں میں سب سے زیادہ محبّت کس سے ہے؟ فرمایا عائشہؓ سے،

آپؐ گاہے گاہے حضرت عائشہ کے نام کو مختصر کر کے 'عائش' کہہ لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہی تھیں۔ گفتگو میں شوخی اور دل لگی کا انداز نمایاں تھا۔ اسی دوران حضرت ابوبکرؓ صدیق تشریف لے آئے۔ انہوں نے جب حضرت عائشہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس انداز سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو نہایت غصّے کے عالم میں ان کو تنبیہ کرنا چاہی۔ لیکن حضورؐ نے حضرت ابوبکر صدّیق کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدّیق واپس تشریف لے گئے تو آپؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا "دیکھا، ہم نے تمہیں اس شخص سے بچا لیا"۔

چونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ازواج میں سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہؓ سے تھی اس لئے ازواج مطہرات ان کو نہایت رشک کی نگاہ سے دیکھا کرتی تھیں۔ اسی سلسلے میں ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت زینبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ عائشہ کو ہم سب پر کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ بھی وہاں موجود تھیں، حضرت زینبؓ کی یہ بات سن کر کھڑی ہوئیں اور آپؐ سے اجازت لے کر اس قدر زور دار تقریر کی کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہو گئیں۔

لوگ عام طور پر اسلامی اقدار کو بالخصوص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو انسانی احساسات اور فطری جذبات سے عاری تصوّر کرتے ہیں حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ آپ کے گھر کا بھی وہی انداز اور وہی طرز تھا جو عام گھرانوں کا ہوتا ہے۔ رات کو آپؐ اہلِ خانہ سے عام گفتگو کرتے، کبھی گھریلو امور پر اور کبھی مسلمانوں کے مسائل پر، حتیٰ کہ کبھی کبھی کوئی قصہ کہانی بھی سنا دیتے تھے، ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عائشہ کو ایک کہانی سنائی۔ اس کہانی میں گیارہ عورتیں اپنے اپنے شوہروں کا کردار پیش کرتی تھیں۔ ایک عورت اُم زرع نے اپنے شوہر ابوزرع کا کردار بہت اچھا پیش کیا۔ کہانی کے اختتام پر رسُولِ کریمؐ نے حضرت عائشہ سے فرمایا "میں بھی تمہارے لئے ایسا ہی ہوں جیسا اُم زرع کے لیے ابوزرع تھا"۔ اکثر آپؐ اور حضرت عائشہؓ ایک ہی برتن میں پانی پیتے اور جہاں حضرت عائشہؓ منہ لگاتیں اسی جگہ آپؐ بھی لگاتے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو حبشیوں کے کرتب بھی دکھائے اس طرح کہ آپ سامنے کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہؓ آپ کے شانے پر سر رکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اس طرح وہ کافی دیر تک کرتب دیکھ کر محظوظ ہوتی رہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ بھی لگائی جس میں ایک مرتبہ آپؐ آگے نکل گئے اور دوسری دفعہ حضرت عائشہؓ۔

ان واقعات کی روشنی میں اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ تبلیغی و دعوتی مصروفیات اور مشاغل کے ساتھ ساتھ گاہے بگاہے مختلف جائز تفریحات میں بھی حصّہ لیتے تھے اور ان میں دلچسپی محسوس کرتے تھے۔ آپؐ کو اپنی بیویوں سے سچّی محبت تھی اور ہر موقعہ پر ان کا خاص خیال آپؐ کے پیشِ نظر رہتا تھا۔ ایک بار ام المومنین حضرت صفیہؓ آپؐ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئیں۔ دورانِ سفر جب ان کو اُونٹ پر سوار ہونے میں دشواری پیش آئی تو آپ نے اپنا گھٹنا آگے بڑھا دیا جس پر پاؤں رکھ کر حضرت صفیہؓ اُونٹ پر سوار ہوئیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں سب سے زیادہ مہربان، متبسم اور خندہ جبین رہتے تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ سے بڑھ کر اپنے اہل وعیال کے لئے کوئی شفیق نہ تھا۔ ایک مرتبہ حضرت صفیہؓ آپ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھیں کہ اونٹ کا پاؤں پھسلا اور دونوں گر گئے، کسی صحابی نے دیکھا تو دوڑے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا "پہلے خاتون کی طرف توجّہ کرو۔" ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات آپؐ کی ہمسفر تھیں، ساربان نے سواری تیز چلائی، آپ نے فرمایا، دیکھو، یہ آبگینے ہیں، ذرا احتیاط سے چلاؤ۔"

سب سے پہلی بیوی ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ سے آپ کو اسقدر قلبی تعلق اور دلی لگاؤ تھا کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کی محبّت اور یاد آپؐ کے دل میں تازہ رہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں آپ کی انسیت یوں اور بھی فزوں تر ہوتی ہے کہ آپ ہی وہ واحد ہستی تھیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں ہمت بندھائی جب آپؐ کو ایک بہت بڑی ذمّہ داری سونپی گئی اور آپؐ کو تن تنہا باطل کی طوفانی لہروں سے نبرد آزما ہونے کا حکم ملا۔ ایسے کڑے اور مشکل وقت میں حضرت خدیجہ ہی تھیں جنہوں نے نہ صرف آپؐ کو دلاسا دیا اور آپؐ کی حوصلہ افزائی کی بلکہ خود سب سے پہلے ایمان لے آئیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حد سے زیادہ افسردہ تھے اور اس سال کو جس میں آپ کا انتقال ہوا تھا غم کا سال قرار دیا۔ آپ کی وفات کے بعد بھی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی کوئی یادگار دیکھ لیتے تو آپ کی پرخلوص رفاقت کو یاد کرکے آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہ کی ایک سہیلی کو حضرت عائشہؓ کے پاس دیکھ کر آپ کو حضرت خدیجہؓ کی بے لوث محبت کی یاد تڑپا گئی، ایک اور موقعہ پر جب آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینب کے

شوہر قیدی بن کر مسلمانوں کے ہمراہ آئے تو حضرت زینب نے فدیے کے طور پر اپنا ایک ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ نے ان کو جہیز میں دیا تھا۔ ہار دیکھ کر آپ کو حضرت خدیجہؓ کی رفاقت میں گزارے ہوئے پُرمسرّت لمحات یاد آگئے اور فرطِ غم سے آپؐ کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ یہ اس شدید محبت ہی کا ثمرہ تھا کہ آپ اکثر حضرت خدیجہؓ کی ہم نشینوں کو تحائف بھی عنایت فرماتے تھے اور حضرت خدیجہؓ کا ذکر اس انداز سے فرماتے کہ بسا اوقات آپ کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ کو بھی رشک ہونے لگتا۔

ازواج مطہرات سے شدید محبت کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنی اولاد کے ساتھ بھی گہری الفت تھی۔ بالخصوص اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ سے آپ کو بے انتہا چاہت تھی۔ جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا " فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی "۔ جب کبھی حضرت فاطمہ خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو آپ فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے۔ پیشانی پر بوسہ دیتے۔ اور اپنے قریب بٹھاتے۔ لیکن باوجودیکہ وہ شہنشاہ کونین کی بیٹی اور شیر خدا کی بیوی تھیں گھر کا تمام کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتی تھیں۔ شہنشاہ کونین کے دل میں حضرت فاطمہ کی محبت اس قدر گھر کر گئی تھی کہ جب کبھی آپ طویل سفر سے واپس تشریف لاتے ——— تو سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہرا کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور ان کی خیریت دریافت فرماتے۔ حضرت فاطمہ کے بیٹوں حضرت حسن و حسینؓ کے لئے بھی آپ کے دل میں پیار و محبت کے وہی جذبات موجزن تھے جو حضرت فاطمہ کے لئے تھے۔ آپ اکثر ان کو گود میں اٹھاتے۔ سر پر دستِ شفقت پھیرتے اور پیار سے ان کو اپنے شانوں پر بٹھا لیتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے آپ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن کو پیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت حیرت کا اظہار کیا۔ اور بولے " میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک کسی کو پیار نہیں کیا "۔ آپ نے فرمایا " جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا "۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ نماز میں مصروف ہوتے تو آپ کی نواسی جن کا نام امامہ تھا آپ کے کاندھوں پر سوار ہو جاتیں لیکن آپ نے ان کو ایسا کرنے سے کبھی منع نہیں کیا بلکہ آپ قیام کی حالت میں بھی ان کو دوشِ مبارک پر بٹھائے رکھتے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کسی جگہ سے تحائف آئے۔ ان میں ایک

زریں ہار بھی شامل تھا۔ ہار کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ میں اپنی سب سے عزیز ترین ہستی کو دوں گا اور یہ کہہ کر وہ ہار امامہ کے گلے میں ڈال دیا۔

مختصر یہ کہ آپ کا دل محبت و شفقت کا ایک بحر متلاطم تھا۔ جس سے ہر شخص سیرابی حاصل کرتا تھا۔ خواہ وہ ازواج مطہرات ہوں یا اولاد، قرابت دار ہوں یا عام لوگ۔ ایک مرتبہ جبکہ حضرت زینب کے صاحبزادے اور آپؐ کے نواسے پر نزع کا عالم طاری تھا تو حضرت زینب نے آپ کو بلا بھیجا۔ آپ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ان کے صاحبزادے کی روح قفس عنصری سے پرواز کیا ہی چاہتی ہے یہ دردناک منظر دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ نے صاحبزادی کو صبر کی تلقین فرمائی اور گھر واپس تشریف لے آئے۔

جب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تو صدمے اور رنج سے آپ کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور آنسو جاری ہو گئے۔ ایک صحابی نے اس بات کو مقام نبوت کے منافی سمجھ کر پوچھا! یا رسول اللہ یہ کیا؟ آپ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اسی پر رحم کرتے ہیں جو دوسروں پر رحم کرتا ہے۔"

اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب کے انتقال پر بھی آپ بہت رنجیدہ تھے۔ ان کو اپنے ہاتھوں سے قبر مبارک میں اتارا لیکن جب قبر سے باہر تشریف لائے تو چہرہ مبارک شگفتہ تھا۔ صحابہ کرام نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا! میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ زینب پر سے قبر کی سختی اور تنگی دور کر دی جائے۔ باری تعالےٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے۔ حضرت زینب کو ہجرت کے دوران کفار مکہ نے سخت اذیتیں پہنچائی تھیں۔ انہی اذیتوں کی بناء پر مدینہ آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ میری سب سے پیاری بیٹی تھی جس نے میری خاطر صعوبتیں برداشت کیں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی سادگی کا نمونہ تھی۔ آپ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جملہ ضروریات خود ہی پوری کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ گھر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کیا مشاغل ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا! حضور گھر میں تین قسم کی مصروفیتوں میں وقت گزارتے تھے۔ کچھ وقت خدا کی عبادت میں، کچھ اہل وعیال کے ساتھ اور

کچھ وقت آرام کرتے ہیں۔ آپ جس وقت گھر میں ہوتے اکثر کام خود ہی سر انجام دیتے تھے۔ مثلاً اپنے کپڑوں کی خود ہی دیکھ بھال کرتے۔ بکری کا دودھ دوہ لیتے۔ اپنے لباس میں پیوند لگا لیتے۔ جوتے کی مرمت کر لیتے۔ جانوروں کو چارہ ڈالتے۔ اور بازار سے سودا سلف لے آتے۔ غرضیکہ آپ جو آقاؤں کے آقا اور سرداروں کے سردار تھے گھر کے کام کاج کرنے میں عار محسوس نہ کرتے تھے۔

عدل و انصاف اور مساوات کی شاندار نظیر دولت کدۂ نبوت کے علاوہ کہیں اور نہیں دیکھی جاسکتی ازواج کے درمیان عدل کا یہ عالم تھا کہ آپ ایک ایک دن ہر بیوی کے گھر قیام فرماتے تھے۔ عصر کی نماز سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ تمام امہات المومنین کے گھر تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے جاتے۔ اور پھر جن کے گھر شب کو قیام کرنا ہوتا تھا۔ وہاں ٹھہر جاتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ کبھی تمام امہات المومنین ایک جگہ بھی جمع ہو جاتی تھیں اور صحبت رسول کا شرف حاصل کرتی تھیں عشاء کی نماز کے بعد آپ آرام فرماتے تھے۔

سفر پہ جانے سے قبل آپ قرعہ ڈال لیتے تھے۔ ازواج مطہرات میں سے جس کا نام نکل آتا۔ وہی آپ کی ہم سفر ہوتیں۔ حتیٰ کہ وفات سے کچھ روز قبل آپؐ ناسازئ طبع کا شکار ہوئے تب بھی آپ ہر روز ایک بیوی کے گھر قیام فرماتے تھے۔ حالانکہ نقاہت کے باعث آپ سے چلا نہ جاتا تھا اور سہارا لے کر چلتے تھے۔ جب ازواج مطہرات نے خود ہی برضا و رغبت آپؐ کو حضرت عائشہ کے حجرہ میں قیام کی اجازت دے دی۔ تب آپؐ نے مستقل طور پر حضرت عائشہ کے حجرہ میں قیام فرمالیا۔ گو آپ کو تمام ازواج کے مقابلے میں حضرت عائشہ سے زیادہ محبت تھی۔ لیکن آپ نے اس محبت کے سبب حضرت عائشہ کے خورد و نوش اور لباس میں دیگر ازواج مطہرات کے مقابلے میں کبھی امتیاز نہیں برتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج کے لئے مساوی اور یکساں سامان زندگی فراہم کرتے تھے۔ یہ صرف تقاضائے بشریت تھا کہ حضرت عائشہ زیادہ محبوب تھیں۔

آپ کی شبانہ روز صحبت ہی کا فیض تھا کہ ازواج مطہرات باوجود اس کے کہ باہم سوکنوں جیسا نازک رشتہ رکھتی تھیں۔ عادات و خصائل اور باہم تعلقات میں عام سوکنوں سے ممتاز اور عالی مرتبت تھیں۔ رسول کریم کی پاکیزہ سیرت کی بدولت امہات المومنین کے دل بھی ایک دوسرے کی طرف سے آئینے کی طرح شفاف اور حسد و کینہ سے پاک تھے۔ قطع نظر اس کے کہ کبھی کبھار لطف طبع کی خاطر معمولی

نوک جھونک ہو جاتی ہو۔ جیسا کہ اوپر ایک واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت سودہ کی باہمی تکرار اور رسول کریم کی تفریح طبع کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ ازواج مطہرات کی سادگی قلب اور پاکیزگی مزاج کی دلیل اس واقعہ سے ملتی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب سے حضرت عائشہ کی اخلاقی حالت دریافت فرمائی۔ حضرت زینب نے حضرت عائشہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرمایا " میں عائشہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی " حالانکہ یہ حضرت عائشہ کی برائی کرنے اور ان کو آپؐ کی نظروں سے گرانے کا بہترین موقعہ تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مبارک میں نظافت اور شائستگی اس قدر تھی کہ صحابہ کرام کو اکثر تاکید فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو صاف رکھیں۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو نہایت کثیف اور غلیظ لباس پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا " اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے کپڑے دھولے۔ اکثر اصحاب جو تہذیب و شائستگی سے ناآشنا ہوتے تھے۔ جب مسجد میں آتے تو دیواروں اور فرش پر تھوک دیتے تھے۔ رسول کریمؐ اس فعل کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے عصائے مبارک سے مسجد میں جا بجا لگی ہوئی غلاظت کو کھرچ دیتے تھے۔

سرکار دوعالم صلّے اللہ علیہ وسلم عموماً سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔ زیادہ تر عمامہ، قمیص اور تہبند استعمال کرتے تھے۔ اگرچہ آپ لباس میں سادگی پسند فرماتے تھے۔ تاہم گاہے بگاہے جسم اطہر پر قیمتی اور خوشنما لباس بھی دیکھا گیا ہے۔ استراحت شب کے لئے چمڑے کا گدا استعمال کرتے تھے۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت حفصہ نے آپؐ کا بستر دوہرا کر کے بچھا دیا تاکہ جسم مبارک کو نرم اور گداز محسوس ہو۔ اس پر آپؐ نے فرمایا "حفصہ! یہ نرم بستر میری شب بیداری میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا اس کو اسی طرح بچھا دو جس طرح پہلے بچھا کرتا تھا۔

جس طرح حضور صلّے اللہ علیہ وسلم خود اپنے رہن سہن میں سادگی رکھتے تھے۔ اسی طرح اپنے اہل وعیال کے لئے بھی سادگی پسند فرماتے تھے۔ اور تفاخر و ریا سے نفرت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو فرمایا " کیا تم یہ پسند کروگی کے تمہارے گلے میں آگ کا ہار ہو"۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت عائشہ نے سونے کے کنگن پہنے تو آپ نے ناپسند فرمائے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کا اکثر حصہ عبادت خداوندی میں صرف کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت کچھ دیر سو جاتے۔ اور پھر کچھ دیر عبادت میں مصروف رہتے۔ پھر تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے۔ اور پھر اٹھ کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں تک کہ سپیدۂ سحر نمودار ہو جاتا تھا۔ بالخصوص رمضان کے بابرکت مہینے میں آپؐ کی عبادت میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہتا تھا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ رمضان کے مہینے میں تمام رات بیدار رہتے تھے اور کئی کئی روز تک معتکف رہتے تھے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شادی کے موقعہ پر ولیمہ کی دعوت کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت صفیہ سے نکاح کے موقعہ پر دعوتِ ولیمہ میں آپ نے مہمانوں کو کھجور اور ستو پیش کیا تھا۔ خوشی کے مواقع پر چھوٹی بچیوں کے گیت بھی آپ کو بے حد پسند تھے۔ ایک مرتبہ آپ حجرۂ عائشہ میں رونق افروز تھے۔ قریب ہی چھوٹی بچیاں گا رہی تھیں۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے۔ انہوں نے بچیوں کو اس سے باز رکھنا چاہا کہ رسول اللہ کے گھر میں یہ خرافات۔ لیکن حضور نے ان کو منع کر دیا۔

آپ مہمان کی خاطر و مدارات اور خبر گیری کا خاص طور پر خیال فرماتے تھے۔ ایک روز ایک صحابی نے آپ کا شرف مہمانی حاصل کیا۔ اس دن آپ کے گھر میں ایک دودھ کے پیالے کے سوا کچھ نہ تھا۔ جس سے آپ نے مہمان کی تواضع کی اور اہل خانہ نے وہ شب فاقہ سے گذاری۔ جب آپ کے گھر کوئی مہمان آتا تھا تو آپ اس کی تواضع اور مہمانداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کی خبر گیری کرتے تھے۔

آپ پیکر خلق اور سراپا عجز و نیاز تھے۔ اس ضمن میں حضرت خدیجہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کی صداقت اور حسن خلق کے باعث آپ کو شادی کے لئے منتخب کیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ۶۳ سالہ حیاتِ مبارکہ میں کسی غلام یا خادمہ کو مارنا تو درکنار جھڑکا تک نہیں۔ حتیٰ کہ اکثر اپنے غلاموں کے کام میں ہاتھ بھی بٹا دیتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے کوئی ذاتی انتقام نہ لیا۔ سوائے جہاد کے یا پھر قانون الٰہی کی بے حرمتی کے سلسلہ میں کی گئی کارروائی کے جب کسی نے بھی آپ کے ساتھ تشدد کیا یا ظالمانہ برتاؤ کیا تو آپ نے یا تو درگزر کر دیا یا اس کا فیصلہ عدالتِ خداوندی پر چھوڑ دیا